قربانیاں دیتے چلے جاؤ اور خدا کا پیار حاصل کرتے جاؤ

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۷؍ جولائی ۱۹۷۳ء بمقام بریڈفورڈ۔ انگلستان)

تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور نے فرمایا:۔

انسان کو اللہ تعالیٰ نے اس دنیا میں ایک مختصر سی زندگی عطا کی ہے۔ اس مختصر زندگی میں انسان اپنی خوشحالی اور بہبودی کے لئے بنیادی طور پر دو چیزوں کا محتاج ہوتا ہے۔ اوّل یہ کہ انسان اس دنیا کے مصائب اور تکالیف سے امن میں رہے اور یہ کہ اس دنیا میں جو ابتلا امتحان کے رنگ میں آتے ہیں اس میں وہ کامیاب ہو جائے اور دوسرے یہ کہ انسان روحانی بیماریوں سے نجات پاتا رہے اور روحانی طور پر صحت مند زندگی گزارے اور یہ کہ صحت مند زندگی گزارنے کے لئے اس نے خدا تعالیٰ کو جو کچھ پیش کرنا ہے خدا تعالیٰ اس کو منظور فرمالے۔ تو انسان کو خوش حال زندگی کے لئے ان دو چیزوں اور شاخوں سمیت کل چار چیزوں کی ضرورت ہے۔

دنیا میں تدبیر اور عمل کا حکم ہے محض ایمان انسان کے لئے کافی نہیں۔ ایمان کے ساتھ ساتھ اعمال صالحہ بجالانے پڑتے ہیں اور یہ اعمال صالحہ شاخ در شاخ بے شمار حصوں میں تقسیم ہوتے ہیں مثلاً وہ اعمال صالحہ جن کا تعلق اموال سے ہے یعنی خدا تعالیٰ کی راہ میں اموال کو قربان کرنا۔ اسی طرح وہ اعمال صالحہ جن کا تعلق انسان کے اپنے نفس کے ساتھ ہے کہ انسان اپنے نفس کو بہکنے نہ دے۔ اس کی تربیت اس رنگ میں کرے کہ وہ صراطِ مستقیم پر قائم رہ سکے۔ پھر اعمال صالحہ کا تعلق اولاد کے ساتھ ہے۔ اولاد کے ساتھ اس رنگ میں بھی کہ اولاد کی صحیح تربیت

ہو اور اس رنگ میں بھی کہ اگر خدا تعالیٰ یہی پسند کرے تو ابراہیم علیہ السلام کی طرح اپنی اولاد کے گلے پر چھُری پھیرنے کے لئے تیار ہو جائے۔ اعمالِ صالحہ کا تعلق جذبات کے ساتھ بھی ہے اور عزت نفس کے ساتھ بھی۔ ہم بار بار خدام کو کہتے ہیں کہ اپنے جلسوں میں اعلان کرو کہ ہم اپنی عزتوں کو خدا کی راہ میں قربان کریں گے۔ ہم بار بار کہتے ہیں کہ دوسروں کی طرف سے جو تکلیفیں پہنچ رہی ہوں بشاشت کے ساتھ ان کو حصولِ رضائے الٰہی کی خاطر برداشت کرو۔ ہم وہ قوم ہیں جو ہر قسم کی تکالیف کو خوشی سے برداشت کرتے ہوئے غلبۂ اسلام کی شاہراہ پر بڑھتے ہی بڑھتے جا رہے ہیں۔

انسانی عقل راہ راست پر بھی رہتی ہے اور اس سے بھٹک بھی جاتی ہے۔ عمل صالح عقل کے لحاظ سے بھی ہے۔ جب انسان اپنی عقل پر اس قدر قابو رکھ سکتا ہو کہ وہ بہکے نہیں اور صراطِ مستقیم پر قائم رہے اور غلط نہیں بلکہ صحیح نتائج نکالے۔

دنیا جب جنون میں مبتلا ہوئی تو اس نے کہا کہ محض عقل کافی ہے، الہام کی ضرورت نہیں۔ عقل کی مثال اس دنیا میں انسانی آنکھ سے دی جاسکتی ہے۔ بینا ہونے کے لئے باہر کی روشنی کی ضرورت ہوتی ہے۔ رات کو روشنی بند کرنے کے بعد جب اندھیرا ہو جاتا ہے تو اگرچہ آنکھیں آپ کے ساتھ ہوتی ہیں لیکن پھر بھی آپ دیکھ نہیں سکتے۔ اگر الہام کی روشنی نہ ہو تو عقل اندھیرے میں پڑ جاتی ہے۔ پس ایسے اعمال اعمالِ صالحہ کہلائیں گے جو عقل کی روشنی مہیّا کرنے کا موجب ہوں۔

پھر مال تھوڑا بھی ملتا ہے اور بہت بھی۔ اولاد ایک دو تک بھی ہوتی ہے اور بعض معاشروں میں سولہ سترہ تک بھی ہوتی ہے۔ بعض ایسے بھی ہیں جو کہتے ہیں کہ ہمیں بچے کی ضرورت نہیں جس کا مطلب یہ ہے کہ وہ بعض اعمالِ صالحہ سے اپنے آپ کو محروم رکھنا چاہتے ہیں۔ ایسے لوگ تربیت کے بوجھ سے آزاد رہنا چاہتے ہیں یا پھر یہ ہوگا کہ یہ لوگ اپنے بچوں کو خدا تعالیٰ کی راہ میں قربان کرنے کے لئے تیار نہیں۔ دنیا کی ہر چیز ہمارے لئے ثواب اور خدا تعالیٰ کے فضل کو جذب کرنے کا ذریعہ بن سکتی ہے۔ رہبانیت کی اسلام میں اجازت نہیں بلکہ جس قدر نعماء کی فراوانی ہوگی اسی قدر اعمال صالحہ بجالانے کے زیادہ مواقع ہونگے۔ مومن دنیا سے

گھبراتا نہیں، دنیا سے بے زار نہیں۔ مومن دنیا کماتا تو ہے لیکن دنیا کی بادشاہت قبول کرنے کو تیار نہیں ہوتا۔ وہ دنیا کے مال کو اس کی دولت کو، مذہب کا خادم بنا کر حاصل کرنا چاہتا ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی دیکھیں۔ یہ تو نہیں کہ آپ فقیر تھے۔ دنیا کی دولت اللہ تعالیٰ نے آپ کے قدموں میں لا کر رکھ دی اور وہ قدم جو اللہ کی یاد میں محو تھے انہوں نے اس دولت کو ٹھوکر مار کر پھینک دیا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک شعر میں کہا ہے کہ تیرے پیارے کو دنیا جہان مل جاتا ہے لیکن وہ اس جہان کو لیکر کرے کیا؟

جس قدر دنیاوی نعماء میں وسعت ہوگی اتنے ہی زیادہ عذاب کے مواقع میسر آنے کا خطرہ ہوگا۔ اسی نسبت سے انسان اللہ تعالیٰ کی نعمتوں اور فضلوں کو جذب کرنے کے مواقع بھی اپنے لئے پیدا کرسکتا ہے اور خدا تعالیٰ کی نعمتوں سے زیادہ سے زیادہ حصہ لینے کا امکان پیدا ہوجاتا ہے۔ پھر آپ کی کوششیں، قربانیاں، ایثار دنیا سے بے رغبتی خدا تعالیٰ سے تعلق پیدا کرنا اور خدا تعالیٰ کے پیار کو حاصل کر لینا یہ آپ کا اپنا کام ہے۔

آپ جس دنیا میں رہ رہے ہیں اس وقت انگلستان ہے یا بعض دوسرے ممالک ہیں جہاں آپ کو ثواب کے بعض مواقع سے محروم رہنا پڑتا ہے مثلاً پاکستان میں بعض مخالف کھڑے ہوجاتے ہیں اور مارنا پیٹنا شروع کر دیتے ہیں۔ ابھی چند دن ہوئے بلوچستان میں احمدیوں پر گولی چلائی گئی جس سے ان کو عارضی طور پر بے گھر ہونا پڑا۔ وہاں کی جماعت کے پریذیڈنٹ کی انگلی پر رائفل کی ایک گولی لگی۔ اگر نیت یہ ہو کہ گولیوں کی بوچھاڑ میں ہم نے اپنے رب کی راہوں کو تلاش کرتے ہوئے آگے بڑھتے چلے جانا ہے تو انگلی کا معمولی زخم بھی شہیدوں میں شامل کر دیتا ہے۔ اب جو صلہ ان لوگوں کو تکلیفیں اٹھا کر ملا آپ اس سے محروم ہیں۔

ایک دفعہ بعض غرباء نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی کہ یارسول اللہ! غریب لوگ دوسروں جیسا اخلاص رکھتے ہیں۔ دل میں خدا تعالیٰ کی راہ میں قربانی دینے کا ویسا ہی جذبہ ہے لیکن امراء کی قربانیوں میں ہماری قربانیوں کی نسبت زیادہ وسعت ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں ایک طریق بتاتا ہوں اسکو اختیار کرو پھر تمہیں اور

ثواب ملے گا۔ چنانچہ آپ نے ان کو ایک وظیفہ بتایا۔ اس پر غرباء نے کہا کہ یا رسول اللہ! اگر امیروں کو اس کا پتہ چل گیا تو پھر وہ بھی اس پر عمل شروع کر دیں گے۔

یہ جذبہ جو صحابہ رضوان اللہ علیہم کے سینوں میں پیدا ہوا وہی جذبہ خدا تعالیٰ کی ہر پسندیدہ اور چنیدہ جماعت میں پیدا ہونا چاہیے۔ دنیا کی کسی نعمت کے نتیجے میں کوئی قربانی دینی پڑے تو ہم دینگے لیکن قربانی کی ایک راہ بند ہو جائے تو ہم دوسری راہ تلاش کر لیں گے تا خدا تعالیٰ کے فضل اور اس کی بعض رحمتوں سے محروم نہ ہو جائیں۔ اب آپ یہ تو کر نہیں سکتے کہ خواہ مخواہ کسی سے جھگڑا کر کے چانٹے کھائیں۔ آپ لوگ تو اس قسم کی ایذاء دینے والی باتیں نہیں سن پاتے جو ہمیں سننی پڑتی ہیں۔ جب آپ کے کان میں وہ باتیں ہی نہیں پڑیں گی تو کسی ردعمل کا سوال ہی نہیں پیدا ہوگا۔ اس لئے میں اپنے بھائیوں اور بہنوں کو اس طرف متوجہ کرنا چاہتا ہوں کہ چونکہ ثواب کے حصول کی بعض راہیں آپ پر بند ہیں اس لئے جو راہیں آپ پر کھلی ہیں ان میں اپنے ایثار اور قربانی میں شدت اختیار کریں اور اپنے ماحول کے مطابق قربانیوں میں آگے نکلنے کی کوشش کریں۔ دنیا کی فضا ہم درست کر دیں اور دنیا کو یہ بنیادی سبق سکھا دیں کہ اسلام کا پیغام محبت اور اخوت کی بنیادوں پر کھڑا ہوا ہے۔ نفرت، حقارت، ظلم، ناانصافی اور دکھ دینے کی بنیادوں پر کھڑا نہیں ہوا۔ قرآن کریم کو ہم نے شروع سے آخر تک پڑھا کہیں بھی نفرت، حقارت، ناانصافی، دکھ دینے اور زبان درازی کی تعلیم نہیں پائی بلکہ یہ پڑھا کہ اللہ تعالیٰ ظالم اور بے انصاف سے پیار نہیں کرے گا۔ خدا تعالیٰ کی محبت کے لئے پاک اور مطہّر راستوں کو اختیار کرنا پڑے گا۔ یہ پڑھا کہ صراط مستقیم خدا تعالیٰ سے ملاتی اور انسان اپنی کوششوں اور عمل کے ذریعے خدا تعالیٰ کی رضا کو حاصل کرتا چلا جاتا ہے تا وہ الضَّآلِّیْنَ اور الْمَغْضُوْبِ عَلَیْهِمْ والے راستوں کو اپنے اوپر بند کر لے۔

اسلام ہمارے لئے صراط مستقیم لے کر آیا ہے اور شریعت جو قیامت تک کے لئے ہے ایک ایسی شریعت جس میں اس قدر حسن ہے کہ انسان اس حسن کی چمک برداشت نہیں کر سکتا۔ جس طرح لوگ فریج (Fridge) میں بہت سا کھانا اکٹھا رکھ لیتے ہیں لیکن کھانا رکھ لینے سے پیٹ نہیں بھرتا۔ پیٹ تو اس وقت بھرے گا جب کھانے کو صحیح طریق پر پکایا جائے گا اور پھر کھایا

جائے گا۔ صرف فریج کو خوراک سے بھر لینا کافی نہیں۔

پس اسلام حسن سے بھرا پڑا ہے۔ اسلام ان راہوں کی نشاندہی سے پُر ہے جو خدا تعالیٰ کے قرب اس کے پیار اور رضا کے لئے ضروری ہیں لیکن ان راہوں پر چلنا ان کے حصول کے لئے قربانیاں دینا یہ ہمارا کام ہے۔

آپ کے بعض بھائی قربانیوں میں آپ سے آگے بڑھ رہے ہیں آپ اپنے لئے قربانیوں کی مزید راہیں اور قربانیوں کی راہوں کو کشادہ کرنے کے مزید طریق اختیار کریں۔ پیچھے نہ رہیں۔ مومن کے دل میں قربانیوں کی راہ میں مسابقت کا جذبہ ہوتا ہے۔ قربانیاں دو۔ ساری دنیا آپ کو مل جائے گی۔

ایک اکیلا فرد تھا جس نے دعویٰ کیا کہ خدا نے مجھے مبعوث کیا ہے تا میں اسلام کو ساری دنیا پر غالب کروں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیار کو ہر شخص کے دل میں گاڑ دوں خدا تعالیٰ نے کہا میں تیرے ساتھ ہوں۔ خدا نے کہا میں تجھے نہیں چھوڑوں گا۔ آج یہاں دیکھ لیں ابھی تک سارے لوگ نہیں آئے۔ کسی وقت انگریز کہا کرتا تھا کہ ہماری کامن ویلتھ پر سورج غروب نہیں ہوتا۔ اب تو سوچتا ہوں کہ شاید انگلستان میں سورج چڑھتا بھی نہیں۔ غروب ہونے کا سوال تو بعد میں پیدا ہوتا ہے لیکن وہ جو اکیلا تھا اس کی آواز پھیلی بہت سے انسانوں کے دل میں اس کی محبت پیدا ہوئی۔ اس وقت جہاں جہاں لوگ بس رہے ہیں اس کو دیکھ کر صرف جماعت احمدیہ ہی خدا تعالیٰ کے فضل سے دعویٰ کر سکتی ہے کہ جماعت احمدیہ پر کبھی سورج غروب نہیں ہوتا۔ خدا کی شان ہے اس نے جو دعوے کئے تھے کچھ پورے ہو گئے اور کچھ مستقبل قریب میں پورے ہوں گے لیکن جو وعدے پورے ہو گئے انہوں نے ہمارے دل میں یہ یقین پیدا کیا کہ اللہ تعالیٰ نے مسیح موعود علیہ السلام کو اپنی خاص مصلحت کے مطابق اس زمانے کے لئے مبعوث کیا۔

جماعت احمدیہ کے ذریعہ خدا تعالیٰ اسلام کو غالب کرنے والا ہے۔ ہوسکتا ہے ہم سے کوئی ٹھوکر کھا جائے اور گر جائے۔ یہ علیحدہ چیز ہے۔ اس کی جگہ ایک اور قوم آگے آ جائے گی ایک اور نسل پیدا ہو جائے گی۔ خدا تعالیٰ کا آسمانوں پر یہ فیصلہ ہے کہ وہ جماعت احمدیہ کے

ذریعے اسلام کو ساری دنیا میں غالب کرے گا ہم اس وعدہ کو عملاً ظہور پذیر ہوتے ہوئے آج دیکھ رہے ہیں۔ افریقہ، امریکہ، انگلستان اور دیگر ممالک میں مومینٹم گین (Momentum Gain) پچھلے سات سال میں جس تیزی کے ساتھ جماعت احمدیہ کی قربانیوں میں برکت پیدا ہوئی۔ نتائج میں نہیں کہہ رہا۔ میری خلافت کو ابھی سات سال ہوئے ہیں ان سات سال میں ہمارا بجٹ ہی لے لیں، مالی قربانیوں میں جماعت احمدیہ پچھلے ۲۷ سالہ قربانیوں سے جس مقام پر پہنچی تھی اس سے اڑھائی گنا زیادہ بڑھ گئی۔ اللہ تعالیٰ نے رعب ایسا دیا ہے جو جانتے ہیں ان کے دلوں میں بھی رعب پیدا ہوتا ہے اور جو نہیں جانتے ان کے دلوں میں بھی رعب پیدا ہو جاتا ہے خواہ یہ بڑے بڑے دنیا دار ہوں اگرچہ ہمیں اس سے کیا تعلق جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے۔

مُجھ کو کیا مُلکوں سے میرا ملک ہے سب سے جُدا
مجھ کو کیا تاجوں سے میرا تاج ہے رضوانِ یار

جن کو پیار ہے اللہ تعالیٰ ان کی گردنیں احمدیت کے سامنے جھکا دیتا ہے۔ خدا تعالیٰ کا اتنا فضل ہے کہ آپ کی جھولیاں اس فضل کو سمیٹ نہیں سکتیں۔ کیا پھر بھی آپ خدا تعالیٰ کے ناشکرے بندے بن کر اس کے فضلوں کو دھتکار دیں گے؟ دیکھا کریں اور تلاش کیا کریں کہ کہاں کہاں ہم سے قربانی کا مطالبہ ہے ہم وہ قربانی دے سکتے ہیں یا نہیں؟ پس قربانیاں دیتے چلے جاؤ اور خدا تعالیٰ کا پیار حاصل کرتے چلے جاؤ۔ خدا تعالیٰ کے فضلوں کو دنیاوی لحاظ سے آپ کے آباء نے جو حاصل کیا آپ نے اس سے زیادہ حاصل کیا۔ دنیوی لحاظ سے خدا تعالیٰ کا شکر ادا کرنے کا جتنا بوجھ آپ لوگوں پر ہے وہ آپ کے آباء سے کہیں بڑھ کر ہے۔ خدا تعالیٰ کی رحمت کے نشانوں کو دیکھیں اور اس پختہ عزم اور یقین کے ساتھ کہ جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ میری سرشت میں ناکامی کا خمیر نہیں۔ ناکام ہونے کے لئے ہم پیدا نہیں ہوئے۔ کامیاب ہونے کے لئے جو ہمیں کرنا چاہیئے اسے ضرور کرنا چاہیئے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔

(روزنامہ الفضل ربوہ ۲۲ راگست ۱۹۷۳ء صفحہ ۲، ۶)